۲۴۔ بابِ شفقت و خیر

محبت ہو یا عداوت صرف اللہ کی خاطر ہونی چاہیے کیونکہ یہی ایمان کی مضبوط ترین رسّی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''محبت اور بغض کا اللہ تعالیٰ کی خاطر ہونا بہترین عمل ہے'' اور تم محبت اور بغض و عداوت محض اللہ کی خاطر رکھنے والے تبھی بنو گے جب تم کسی شخص سے محبت کرو تو صرف اور صرف اس لیے کہ وہ اللہ کا عبادت گزار ہے اور کسی سے عداوت رکھو تو محض اس لیے کہ وہ اللہ کا نا فرمان ہے۔ اگر تم نیک لوگوں کو ان کی نیکی کے باعث عزیز نہ رکھو اور بُرے لوگوں کو ان کی بُرائی کے سبب ناپسند نہ کرو تو سمجھ لو کہ تمہارا ایمان کمزور ہے۔

اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو اور شریر لوگوں سے بچ کے رہو۔ صالحین کے پاس بیٹھا کرو اور ظالموں سے دور رہا کرو۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''انسان وہی دین اختیار کرتا ہے جو اس کے دوست کا دین ہوتا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو سوچنا ہو گا کہ اسے کس کے ساتھ میل جول رکھنا ہے''۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''نیک ساتھی تنہائی سے بہتر ہے اور تنہائی بُرے شخص کی صحبت سے بہتر ہے۔'' جان رکھو کہ نیکوں سے رابطہ اور ان کی صحبت دل میں نیکی کا بیج بو دیتی ہے اور نیک عمل کرنے پر ابھارتی ہے جبکہ بُرے لوگوں سے میل جول دل میں بُرائی کا خیال پیدا کرتا ہے

اوراسی پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے"۔ جو شخص جس بھی گروہ کی قربت اختیار کرتا ہے لامحالہ اسی سے محبت کرنے لگتا ہے چاہے وہ گروہ اچھے لوگوں کا ہو یا بُرے لوگوں کا۔ اور انسان (کا انجام) اس دنیا میں بھی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور دوسری دنیا بھی۔

اللہ کے بندوں پر رحم کیا کرو اور اللہ کی مخلوق پر شفقت۔ نرمی، شفقت اور اُلفت و وفا کو اپنا شعار بنالو۔ کٹھورپن، درشتی، فحاشی اور جفاکوشی سے خبردار رہو۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

"اللہ اپنے انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرتے ہیں؛ جو رحم نہیں کرتے اُن پر (اللہ کی طرف سے) رحم نہیں کیا جاتا۔" آپ ﷺ کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے: "مومن صاحبِ الفت و وفا ہوتا ہے۔ وفا والفت سے خالی ہونے میں کوئی بھلائی نہیں۔"

تمہیں چاہئے کہ جاہلوں کو تعلیم دو، گم راہوں کی رہنمائی کرو اور غافلوں کو ذکر (اللہ کی یاد) کی طرف مائل کرو۔ اور ان باتوں کی اہمیت کو محض یہ سوچ کر نظر انداز نہ کرو کہ "یہ سب تو صرف باعمل عالموں کو زیب دیتا ہے، میں چُوں کہ اُن میں سے نہیں ہوں اس لیے دوسروں کی رہنمائی کرنے کا اہل نہیں ہوں۔ یہ کام تو صرف بزرگوں اور اکابر اولیاً کا ہے۔" یہ سوچ محض شیطانی فریب ہے کیونکہ تعلیم وتذکیر علم پر عمل کرنے کا ہی ایک حصہ ہے۔ اور جو (لوگ) بڑے بنے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اللہ کے بندوں کی اللہ کی راہ کی طرف رہنمائی کرنے سے ہی بنے ہیں۔ اگر ابھی تم اس امر کے لیے نا

اہل ہو تو اس کا اہل بننے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم خود بھی اچھے اور نیک کام کرو اور دوسروں کی بھی ایسا کرنے کی دعوت دو۔ (جھوٹے) دعوے کرنا اور لوگوں کو غیرِ حق کی طرف بُلانا ہی دراصل بُرائی ہے۔

شکستہ دلوں کی ڈھارس بندھایا کرو، کمزوروں اور حاجت مندوں پر مہربانی کیا کرو، مفلسوں کی مدد کیا کرو۔ قرض داروں پر نرمی کیا کرو اور مانگنے والوں کی دادرسی کیا کرو۔ حدیث شریف میں آیا ہے: ''قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے کے ثواب سے آٹھ گنا زیادہ ہے۔'' یہ اس لیے کہ قرض مانگنے والا (حقیقی) ضرورت مند ہوتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ تم مصیبت زدوں کی دل جوئی کرو کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی کسی مصیبت زدہ کو صبر کی تلقین کر کے اس کی دل جوئی کرتا ہے اس کو صبر کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔

شماتت سے بچو۔ شماتت دوسرے مسلمان کو مصیبت میں دیکھ کر خوش ہونا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش مت ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اسے اس مصیبت سے عافیت عطا کر دے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔''

اگر تمہارے کسی مسلمان بھائی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اس کی کُھلے بندوں ملامت کرنے سے باز رہو کیونکہ جو کوئی ایسا کرتا ہے مرنے سے پہلے (کبھی نہ کبھی) اس میں ضرور مبتلا ہو جاتا ہے۔

جو لوگ مشکلات کا شکار ہوں انہیں مشکلات سے چھٹکارا دلایا کرو، محتاجوں کی حاجات پوری کیا کرو اور گناہ گاروں کی ستر پوشی (پردہ داری) کیا کرو۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''جو دوسرے کے لیے آسانی کا باعث بنتا ہے اللہ اس کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے، جو کسی دوسرے مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ داری کرتا ہے۔ جو کسی مسلمان کو دنیا میں ایک مشکل سے نکالتا ہے اللہ قیامت میں اسے ایک مشکل سے نکالے گا۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی اعانت (مدد) کرتا ہے اللہ اس کی اعانت کرے گا۔ اللہ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے (دینی) بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔''

مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹا دیا کرو کہ یہ (طرزِ عمل) ایمان کی ایک شاخ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیثِ پاک میں آتا ہے: ''میں نے ایک شخص کو مسلمانوں کے راستے سے کانٹوں بھری ایک جھاڑی ہٹا دینے کے اجر میں جنّت میں چلتا پھرتا دیکھا۔''

یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اس کے سر پر ہاتھ رکھو۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یتیم کے سر پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرا تو ایسا کرتے ہوئے اس کا ہاتھ جس جس بال کو چھو گیا ہر اُس (یعنی ایک ایک) بال کے بدلے میں اسے دس دس نیکیاں ملیں گی۔

مومنوں کے دل خوش کرنے کی ہر ممکن طریقے سے کوشش کرو۔ بس یہ خیال رہے کہ یہ طریقے گناہ سے پاک ہونے چاہئیں۔ اگر کوئی تم سے سفارش چاہے تو اپنے اثر و رسوخ والوں ان سے اس کی سفارش ضرور کرو کیونکہ اللہ اپنے بندے سے اس کے اثر و رسوخ کا بھی ایسے ہی حساب لے گا جیسے وہ اس کی دولت کا حساب لے گا۔ تاہم اگر کسی شخص پر زنا یا چوری وغیرہ کرنے کی وجہ سے شرعی حد لاگو ہو جائے تو اس کی سفارش کرنے سے خبردار رہنا چاہیئے کہ یہ جائز نہیں۔ اگر سفارش کرنے پر کوئی تمہیں ہدیہ یا تحفہ دے تو اسے قبول نہ کرو کیونکہ یہ ایک طرح کی رشوت ہے۔

تمہیں مومنین کے ساتھ مسکرا کے، خندہ پیشانی سے ملنا چاہیئے۔ ان سے اچھے انداز میں بات کرنی چاہیئے۔ ان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرنا چاہیئے اور ان کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

وَٱخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِينَ (۱۵:۸۸)

ترجمہ: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پَروں میں لے لو

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "نیکی کے کسی بھی عمل کو حقیر مت جانو چاہے وہ اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا ہی کیوں نہ ہو۔" آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "اچھی بات (بھی) صدقہ ہے"۔ آثار میں آتا ہے کہ

جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے درمیان سو نیکیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ ان سو میں سے ننانوے اس مسلمان کے حصے میں آتی ہیں جو دونوں میں زیادہ خوش دلی سے ملتا ہے۔

کسی مسلمان سے بھی محض اپنی ذات کی خاطر قطع تعلق نہ کرو۔ اگر کسی دینی مصلحت کے تحت ایسا کرنا ضروری بھی ہو جائے تو تین دن سے زیادہ اس سے میل جول قطع نہ کرو۔ آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھی اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا سوائے اس کے کہ اللہ اسے اپنی رحمت سے بچالے۔ اس قطع تعلقی کا مقصد تادیبی ہے یعنی کسی کو سمجھانے بجھانے کے لئے۔ اگر کسی سے بول چال اس کے غلط کام جاری رکھنے اور نیکی کو ترک کرنے کی وجہ سے بند کی گئی ہو تو اس کی بحالی اس وقت تک نہیں کی جانی چاہیے جب تک وہ حق کی طرف لوٹ نہ آئے۔

جب مسلمانوں کے ساتھ کچھ اچھا (واقع) ہو جیسے بارش کی آمد، اشیأ کی قیمتوں میں کمی یا باغیوں اور کفّار کی سرکوبی وغیرہ تو تمہیں فرحت و مسرت کا اظہار کرنا چاہیے۔ اور اگر ان پر مشکل آن پڑے جیسے وبا، قیمتوں میں گرانی یا فتنہ و بغاوت تو تمہیں دکھ اور غم محسوس ہونا چاہیے۔ ایسے میں تمہیں اللہ کے قضا و قدر کے فیصلوں کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اس سے التجا کرنی چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو ان ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس کو مسلمانوں کے امور و معاملات سے دل چسپی نہیں وہ اُن میں سے نہیں۔'' اور یہ بھی فرمایا: ''مومنین، باہمی محبت اور ہمدردی کے لحاظ سے، ایک جسدِ واحد

کی طرح ہیں۔ جب اس کا ایک عضو بیمار پڑتا ہے تو باقی جسم بھی برابر بخار اور بے آرامی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

اگر کوئی مسلمان تم پر کوئی عطا و مہربانی کرے تو اسے قبول کرو، اس کا شکریہ ادا کرو اور اسے اس کا خاطر خواہ صلہ دو۔ اگر تم میں صلہ دینے کی استطاعت نہ ہو یا تمہیں اندیشہ ہو کہ صلہ یا انعام دینے سے اس کی دل آزاری ہو گی تو اس کے حق میں دعا کر دو۔ حضور ختم المرسلین ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "اگر مجھے (جانور کے محض) ایک دست یا پائے کا گوشت بھی ہدیہ کیا جائے تو میں قبول کر لوں گا اور اگر مجھے (محض) دست یا پائے کے گوشت پر بھی بلایا جائے تو میں دعوت قبول کر لوں گا"۔ آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: "اگر کوئی تم پر مہربانی کرے تو اسے اس کا صلہ دو۔ اگر صلہ نہ دے سکو تو اس کے حق میں اس وقت تک دعا کرتے رہو جب تک تم تمہیں محسوس نہ ہو جائے کہ اس کا حق ادا ہو گیا "۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے "جزاک اللہ خیراً" (اللہ تعالیٰ تم کو بہتر صلہ دے) کہا، اس نے گویا تعریف کا حق ادا کر دیا"۔

کسی مسلمان کے تحفے کو رد کر کے اس کا دل مت توڑو۔ یہ سمجھو کہ اس کے ذریعے جو کچھ تمہیں مل رہا ہے وہ در حقیقت اللہ کی طرف سے ہے وہ تو محض اس کام کے لیے ادنیٰ سا وسیلہ ہے۔ حدیث شریف

میں آتا ہے: ''اگر کسی شخص کو سوال اور خواہش کئے بغیر کوئی شے ملتی ہے اور وہ اسے قبول نہیں کرتا ہے تو وہ (دراصل) اللہ کی طرف سے عطا کردہ شے کو رد کرنے کا مرتکب ہوتا ہے''۔ تحائف لینے سے انکار کرنے میں ایک بڑی آفت یہ ہے کہ عام لوگ تحائف قبول نہ کرنے والوں کی تعظیم کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ اس ترغیب کے تحت کہ دوسرے لوگ انہیں پاک باز گردانیں تحائف قبول کرنے سے انکار کرتے ہوں۔ اسی لئے کچھ بزرگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ سامنے تو یہ تحائف قبول کر لیتے تھے اور بعد میں چپکے سے انہیں خیرات کر دیتے تھے۔ تحائف وغیرہ وصول نہ کرنا بعض صورتوں میں واجب بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص تمہیں ایسی چیز دے جس کے بارے میں تمہیں معلوم ہو یا علامات سے ظاہر ہو کہ وہ حرام ہے یا کوئی تمہیں صدقہ کا حق دار سمجھ کر صدقۂ واجبہ دے دے حالانکہ تم اس صدقے کے حق دار نہ ہو۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہو سکتی ہے کہ تحفہ دینے والا ظالم ہو اور ظلم کرنے سے باز نہ آتا ہو اور تمہیں ڈر ہو کہ اس سے تحفہ وصول کر کے تمہارا دل اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور حق سے دور ہو جائے گا۔ یا یہ کہ تمہیں کسی شخص کے رویے سے محسوس ہو رہا ہو کہ اس کا تحفہ تمہیں ظلم میں اس کا ساتھ دینے پر یا حق بات کو پسِ پشت ڈالنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ جیسے کہ قاضی (جج)، حاکم یا دوسرے صاحبانِ اختیار کا مقدمے کے کسی ایک فریق یا فریقین سے کوئی شے تحفتاً قبول کرنا۔ یہ سراسر رشوت ہے جو حرام ہے۔ ان تمام درجِ بالا

صورتوں میں کسی شخص سے بھی کچھ بھی تحفہ وصول کرنے سے انکار کرنا لازم ہے۔اس کی کچھ اور صورتیں بھی ہو سکتی ہیں جن کا ذکر کتاب میں مناسب مقام پر کیا جائے گا۔

تمہیں خود کو، اپنے بچوں بلکہ کسی بھی مسلمان کو، خواہ اس نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی ہی کیوں نہ کی ہو، بد عا نہیں دینی چاہیئے۔ ظالم کے خلاف دعا قبول ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''خود کو، اپنے بچوں یا اپنے مال کو بد عا نہ دو ہو سکتا ہے کہ جس وقت تم دعا کر رہے ہو وہی قبولیتِ دعا کا وقت ہو۔''

کسی بھی مسلمان کو اذیت دینے اور اسے خواہ مخواہ ستانے سے بھی خبر دار رہو۔ آقا ﷺ نے فرمایا ہے:

''جس نے کسی مسلمان کو ایذا پہنچائی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ کو ایذا پہنچائی۔'' اور یہ بھی ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کی بے عزتی و توہین کرنا فسق و نفاق ہے اور اس سے جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

تمہیں کسی مسلمان پر، مویشی پر، کسی بے جان شے یا کسی مخصوص شخص پر بھی لعنت بھیجنے سے خبر دار رہنا چاہیے چاہے وہ شخص کافر ہی کیوں نہ ہو۔ تاآں حالیکہ تمہیں پختہ یقین ہو کہ وہ شخص حالتِ کفر میں دنیا سے رخصت ہوا تھا جیسا کہ فرعون اور ابو جہل۔ یا پھر شیطان مردود کہ جس کے بارے میں تم جانتے ہو کہ اس پر اللہ کی رحمت کبھی نہیں ہو سکتی۔ کہا جاتا ہے کہ لعنت آسمانوں تک پہنچتی تو ہے مگر اس

پر آسمانوں کے دروازے بند ہو تے ہیں۔ پھر وہ لعنت زمین پر واپس بھیجی جاتی ہے مگر زمین کے دروازے بھی اس پر بند ہوتے ہیں۔ پھر وہ لعنت کیے گئے شخص تک پہنچتی ہے۔اب اگر تو وہ اس لعنت کا حق دار ہوتا ہے تو اس کو پہنچ جاتی ہے و گرنہ بھیجنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔

تمھیں مومنین کے دل موہ لینے کی کوشش کرنی چاہئے اور ان کی خوبیاں بیان کرکے اور ان کی بُرائیوں پر پردہ ڈال کر انہیں ایک دوسرے کے قریب لانا چاہئے۔ان کے مابین مصالحت کروانی چاہئے کہ یہ عمل نفلی نماز اور نفلی روزے سے بھی افضل ہے خاص طور پر جب معاملہ باپ اور بیٹے یا قرابت داروں کے درمیان صلح کروانے کا ہو۔اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ (۴۹:۱۰)

ترجمہ: مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو

تمھیں چغل خوری (لگائی بجھائی)، غیبت اور ایسی دوسری باتوں سے جو مومنین کے مابین نفرت پیدا کرنے کا موجب ہوں خبردار رہنا چاہئے کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

چغل خوری یا لگائی بجھائی کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی باتیں ایک دوسرے کو اس نیّت سے بتائی جائیں کہ ان میں پھوٹ پڑ جائے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کا فرمان ہے: "چغل خور جنّت میں داخل نہیں ہو

گا۔"آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "تم میں مکروہ ترین وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کے ذریعے (مسلمان) بھائیوں کے باہمی تعلقات خراب کرتے ہیں اور بھائیوں کے درمیان پھوٹ ڈالتے ہیں۔"

غیبت سے مراد یہ ہے کہ کسی انسان کے بارے میں اس کی غیر موجودگی میں اس کی رُسوائی اور بدنامی کی نیّت سے ایسی بات کی جائے جو کہ اگر اس انسان کے سامنے کی جائے تو اسے اچھی نہ لگے۔ خواہ یہ رسوائی زبانی ہو، تحریری طور پر ہو یا محض اشارے میں۔ حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں: "مسلمان کا سب کچھ ؛اس کا خون ،اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان کے لیے قابلِ حُرمت ہے"۔ آقائے نامدار ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: "غیبت زنا سے بدتر ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی اتاری: "جو غیبت سے تائب ہو کر مرا وہ سب سے آخر میں جنّت میں جائے گا اور جو غیبت سے باز نہ آیا وہ سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔"

کسی پر ظلم و زیادتی کرنے سے باز رہو کیونکہ قیامت کے روز یہ ایک تاریکی کی صورت نمودار ہو گی خاص کر دوسرے انسانوں پر کیا گیا ظلم جس سے اللہ کبھی فرو گزاشت نہیں کرتا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "میری امّت میں مفلس وہ ہے جو روزِ قیامت بہت ساری نیکیوں کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے (دنیا میں) کسی کو مارا (زخمی کیا) ہو گا، کسی کی ہتک کی ہو گی اور کسی کا مال ہڑپ کیا ہو گا چناں چہ اس کی نیکیاں ایک ایک کر کے ان (متاثرین) میں تقسیم کر دی جائیں گی اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو

جائیں گی تو ان (متاثرین) کے گناہ اس کے کھاتے میں درج کر دیئے جائیں گے اور پھر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔" اس لیے اگر تم نے کسی کے ساتھ برائی کی ہے تو جلد از جلد اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کرو۔ اگر معاملہ قانونی ہے تو جو بھی سزا واجب ہو اس کو بھگتو۔ اگر بات ہتکِ عزت واحترام کی ہے تو اس کی معافی مانگ لو اور اگر یہ زیادتی مالی ہے یعنی تم نے ناجائز طور پر کسی کی رقم ماری ہے تو فوراً اسے لوٹا دو۔ حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ جس کسی نے اپنے (مسلمان) بھائی کے ساتھ زیادتی کی ہو اسے چاہئے کہ اس سے معافی مانگ لے اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم۔ بس اچھے بُرے اعمال ہوں گے۔ اگر تم اپنے ظلم و زیادتی کی تلافی کرنے کے قابل نہیں ہو تو اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے فی الفور خلوصِ دل کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں التجا گزار ہو جاؤ کہ وہ تمہارے لیے تمہارے مخالف کو منا لے۔ کثرت سے دعا کرو اور اللہ سے ان لوگوں کی مغفرت چاہو جن کے ساتھ تم نے زیادتی کی ہو۔

اپنے مسلمان بھائیوں کی موجودگی اور غیر موجودگی ہر دو صورتوں میں ان کی جان و مال اور عزّت کی حفاظت کرو اور اسی طرح کرو جس طرح تم اپنی جان و مال اور اپنی عزّت کی حفاظت کرتے ہو۔ یاد رکھو جو کسی مسلمان کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرے گا اور جو کسی مسلمان سے قطع تعلق کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے قطع تعلق کر لے گا۔